ĪQĀN -Vol: 04, Issue: 01, Dec-2021
DOI.10.36755/iqan144.2021,PP: 39-53

OPEN ACCESS
Name
3336-2617pISSN:
3700-2617eISSN:
www.iqan.com.pk

اسلامی تاریخ میں علمی دیانت کے مظاہر کا تحقیقی جائزہ :

Research Analysis of Educational Integrity Manifestations in Islamic History

* ***Dr.Hafiz Nasir Ali*** *< rao5110@gmail.com>*
International Postdoctoral Fellow IRI Islamabad /Visiting Faculty Member of UOS, Sub Campus Bhakkar
** ***Dr.Ashfaq Ahmed*** *< aahafiz1@gmail.com>*
Assistant Professor,Department of Islamic Studies Ghazi University DG Khan
*** ***Dr.Muhammad Majid Khan*** *< majidbzu586@gmail.com>*
Lecturer, Superior Group of Colleges Vihari-Campus

Version of Record
Received: 30-Sep-21; **Accepted** :01-Nov-21; **Online/Print**: 31-Dec-21

ABSTRACT

Islam has emphasized on worship and ideology as well as morality (moral values) One of the goodness virtues is trust and honesty. These are related to wealth, proverbs, suggestions, authority, promise, religion and shariah . Trust and honesty are related to knowledge which is called literal trust and honesty. As, attributing the word to the persuader, narrating the credentials of the Hadith, while extracting the texts belongs to the educational trust and honesty. But use of caution in declaring issnads, lying and theft in the hadiths, is untrust worthiness. In modern times, copyright is also related to literal trust and integrity. In this discussion, a research review of the manifestations of educational integrity in Islamic history is presented.In Islamic history, whether or not there are similarities in the manifestations among the educational honesty and whether or not the Shari'a laws are observed. Demonstrating these manifestations of educational honesty from Islamic history and explaining their laws & rules is a dire need of the hourIn the present era, the right of authorship has also been included in the manifestations of educational honesty after the demonstration of similarities and manifestations of academic honesty from Islamic history. Therefore, in this discussion, the right to copyright has been stated that the author has rights of specialty, finances and many others according to the Law and Shariah

Keywords*: promise, integrity, honesty, copyright, Islamic history,*

CC BY

اسلام کا نظام متعدد امور سے تعلق رکھتا ہے جن میں عقائد و نظریات، عبادات، معاملات، معاشرات، مزاجرات، اور اخلاقیات شامل ہیں۔ اخلاق کی پھر دو قسمیں ہیں: اخلاق حسنہ اور اخلاق سیئہ۔ اخلاق حسنہ میں صدق، محبت و شفقت، خیر خواہی، عفو در گذر، صبر وقناعت، جرات واستقامت، جود وسخا، ادب واحترام شامل ہیں جبکہ اخلاق سیئہ میں نفرت وعداوت، بغض وحسد، بخل وحرص، بزدلی، ظلم وزیادتی، بدخواہی، مایوسی وناامیدی، کذب وغیرہ امور شامل ہیں ۔امانت ودیانت کا تعلق اخلاق حسنہ سے ہے اور اس کے مقابلہ میں خیانت وبددیانتی کا تعلق اخلاق سیئہ سے ہے۔قرآن وحدیث میں امانت ودیانت بر بھرپور انداز میں زور دیا گیا ہے اور خیانت کی شدید مذمت کی گئی ہے۔اسلامی تاریخ میں علمی دیانت وبددیانتی کے متعدد مظاہر دیکھنے کو ملتے ہیں اور حقوق تالیف بھی ایک لحاظ سے علمی دیانت کے ضمن میں آتے ہیں۔اس مضمون میں اسلامی تاریخ کے حوالے سے علمی دیانت کے مظاہر کا جائزہ لیا گیا ہے۔

امانت کی تعریف:

امانت کا لغوی معنی ہے پورا پورا ادا کرنا چنانچہ معجم وسیط میں ہے:

"الأَمانَةُ لغة: الوفاء وهي ضد الخيانة"[1]

"امانت کا لغوی معنی ہے پورا پورا ادا کرنا اور یہ خیانت کی ضد ہے"

امانت اصطلاح میں ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس پر بھروسہ کیا جائے مال ہو یا احترام وذمہ داری ہو یا راز کی بات ہو اور شریعت ساری کی ساری امانت ہے ان امانتوں میں سے اہم ودیعت ہے چنانچہ کفوی لکھتے ہیں:

"الْأَمَانَة كل مَا يؤتمن عَلَيْهِ كأموال وَحرم وأسرار فَهُوَ أَمَانَة"[2]

"امانت ہر وہ چیز ہے جس پر بھروسہ کیا جائے جیسے مال حرمتیں راز یہ سب امانت ہیں"

ابو حیان تحریر کرتے ہیں:

"وَالْأَمَانَةُ: الظَّاهِرُ أَنَّهَا كُلُّ مَا يُؤْتَمَنُ عَلَيْهِ مِنْ أَمْرٍ وَنَهْيٍ وَشَأْنِ دِينٍ وَدُنْيَا. وَالشَّرْعُ كُلُّهُ أَمَانَةٌ، وَهَذَا قَوْلُ الْجُمْهُورِ"[3]

"ظاہر یہی ہے کہ امانت ہر وہ چیز ہے جس پر بھروسہ کیا جائے امر نہی دین اور دنیا کے امور اور شریعت ساری امانت ہے یہی جمہور کا قول ہے"

قرطبیؒ لکھتے ہیں:

"وَالْأَمَانَةُ تَعُمُّ جَمِيعَ وَظَائِفِ الدِّينِ عَلَى الصَّحِيحِ مِنَ الْأَقْوَالِ، وَهُوَ قَوْلُ الْجُمْهُورِ"[4]

[1] زیات، احمد، المعجم الوسیط" دار الدعوۃ ص 28
Ziyat, Ahmad, Al-Mujam Al-Wasit, Dar Al-Dawa, p. 28

[2] کفوی، ایوب بن موسی، م 1094ھ، الکلیات، (بیروت: موسسۃ الرسالۃ) ص: 176
Kafawi, Ayub ibn Musa, 1094 AH, Al-Kuliyat, (Beirut: Moassisa Al-Risalah) p: 176

[3] ابو حیان، محمد بن یوسف، م 745ھ، البحر المحیط فی التفسیر (بیروت: دار الفکر) ج8 ص 509
Abu Hayyan, Muhammad ibn Yusuf, AD 745 AH, Al-Bahr Al-Moheet fi Tafsir (Beirut: Dar Al-Fikr), vol. 8, p. 509.

[4] قرطبی، محمد بن احمد م 671ھ، تفسیر القرطبی (قاہرہ: دار الکتب المصریہ، 1964ء) ج14 ص 253
Qurtubi, Muhammad ibn Ahmad m 671 AH, Tafsir al-Qurtubi (Cairo: Dar al-Kutub al-Masryah, 1964) vol. 14, p. 253

"امانت دین کی تمام ذمہ داریوں کو کو شامل ہے صحیح اور جمہور کا قول یہی ہے "

علامہ ابن کثیر نے امانت کے متعلق متعدد اقوال نقل کیے ہیں :

" بعض کہتے ہیں امانت فرائض کا نام ہے ، بعض کہتے ہیں اطاعت ہے ، ابی بن کعب کہتے ہیں امانت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ عورت اپنی شرمگاہ پر امین ہے قتادہ کہتے ہیں امانت دین ،فرائض اور حدود ہیں بعض نے غسل جنابت کو بھی شمار کیا ہے زید بن اسلم کہتے ہیں امانت تین ہیں نماز روزہ اور غسل جنابت ،اس کے بعد ابن کثیر لکھتے ہیں ان اقوال میں منافات نہیں ہے بلکہ یہ متفق ہیں اور ان سب کا تعلق تکلیف اور ذمہ داری کے ساتھ ہے اور اوامر ونواہی کو اس کے شرط کے ساتھ قبول کرنا کہ اگر یہ ادا کیے تو ثواب ہو گا اگر ادا نہ کیے تو سزا ملے گی "[1]

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں :

"الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَفَّارَةُ كُلِّ ذَنْبٍ إِلَّا الْأَمَانَةَ، وَإِنَّ الْأَمَانَةَ: الصَّلَاةُ، وَالزَّكَاةُ، وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَالْكَيْلُ، وَالْمِيزَانُ، وَالْحَدِيثُ، وَأَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ الْوَدَائِعُ"[2]

"اللہ کے راستے میں قتل ہو نا ہر گناہ کا کفارہ ہے سوائے امانت کے اور بیشک امانت نماز، زکاۃ، غسل جنابت ، ناپ تول، راز کی بات ،اور ان سب سے عظیم ودیعت (امانت رکھا ہوا مال) ہے "

حاصل یہ ہے کہ امانت کا تعلق مال ودولت ، دین، نماز، زکاۃ، ، راز کی بات ، ذمہ داری سب کے ساتھ ہے۔

قرآن اور امانت و دیانت:

قرآن کریم میں انبیاء کو جا بجا امین کہا گیا ہے چنانچہ سورہ شعراء میں حضرت نوح، حضرت لوط، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب علیہم السلام کا قول نقل کیا گیا ہے :

"إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ"[3]

" بیشک میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں "

مذکورہ تمام انبیاء نے اپنی قوموں سے کہا ہم تمھاری طرف امانت دار رسوال بن کر آئے ہیں ، ان کے علاوہ موسی علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت فرماتے ہیں :

"وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ"[4]

---

[1] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، م774ھ، تفسیر ابن کثیر (بیروت، دار طیبہ للنشر والتوزیع ط1999ء) ج6ص489

Ibn Katheer, Ismail bin Omar, 774 AH, Tafsir Ibn Kathir (Beirut, Dar Taiba Linnashri wal tauzeeh , 1999 AH) vol. 6, p. 489

[2] خرائطی، محمد بن جعفر م 327ھ، مکارم الاخلاق (قاہرہ، دار الآفاق العربیہ ط1999ء) ص: 69

Kharaiti, Muhammad bin Jaafar,327 AH, Makarim al-Akhlaq(Cairo, Dar al-Afaaq al-Arabiya,1999) p. 69

[3] الشعراء: 107

Alshuara:107

[4] الدخان: 17، 18

"ہم نے ان سے پہلے قوم فرعون کو آزمایا ان کے پاس ایک مکرم رسول آیا (اور اس نے کہا) تم مجھے اللہ کے بندے (بنی اسرائیل) دے دو میں تمھارے امانت دار رسول ہوں"

قرآن کریم میں حضرت جبریل کو بھی امین کہا گیا ہے۔

"وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ"[1]

"بیشک یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے نازل کردہ ہے اس کو لے کر روح امین (جبریل) اترے ہیں"

مومنین کی صفات نقل کرتے ہوئے ایک صفت امانت کی حفاظت بھی بیان کی ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ"[2]

"اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی پاسداری کرتے ہیں"

اللہ تبارک وتعالی نے جا بجا امانت کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے:

فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ [3]

"اگر تم میں سے کچھ لوگ کسی دوسرے کے امین بنیں تو جس کو امین بنایا گیا ہے اس کو چاہیے کہ اپنی امانت ادا کرے"

ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا"[4]

"بیشک اللہ تعالی تمھیں حکم دیتے ہیں کہ تم امانتوں کو ان کے مالکوں تک پہنچادو"

حدیث اور امانت ودیانت:

رسول اللہ ﷺ کی امانت ودیانت ایسی تھی کہ کفار مکہ بھی اس کے معترف تھے دعوی نبوت سے قبل آپ کو صادق وامین کے لقب سے یاد کرتے تھے اور دعوی نبوت کے بعد بھی آپ کے پاس امانتیں رکھواتے تھے ہجرت کے موقع پر حضرت علیؓ کے امانتیں سپرد کرنا اس کی واضح دلیل ہے بہر حال جیسے رسول اللہ ﷺ خود امین تھے اسی طرح امت کو بھی امانت ودیانت کا درس دیا اور اس پر بھرپور انداز میں زور دیا جیسا کہ حدیث میں ہے:

"لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ"[5]

Aldukhan:18,17

[1] الشعراء: 193،192

Alshuara:193,192

[2] المومنون: 8

Al Muminoon:8

[3] البقرة: 283

Albaqarah:283

[4] النساء: 58

Alnisaa:58

[5] ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد، م 235ھ، مصنف ابن ابی شیبۃ (الریاض، مکتبۃ الرشد ط 1409ھ) ج 6 ص 15

"جس آدمی میں امانت ودیانت نہیں اس میں ایمان نہیں"

ابوہریرہؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ،وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ"[1]

"امانت اس کو ادا کردے جس نے تجھ کو امین بنایا اور جو تجھ سے خیانت کرے تو اس سے خیانت نہ کر"

منافق کی نشانیاں بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

" آيَةُ المُنَافِقِ ثَلاَثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ"[2]

"منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھے جائے تو خیانت کرے"

امانت کا تعلق صرف مال کے ساتھ نہیں بلکہ اس کا مفہوم بہت وسیع ہے۔اس کا تعلق مال، گفتگو، ذمہ داری، عہدہ، کردار وغیرہ سب کے ساتھ ہے یعنی دوسرے کا مال ہو یا کوئی قول وقرار، یا فعل وعمل اس میں تصرف کرنا، کسی دوسرے کے ہاتھ میں دینا خیانت کہلاتا ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"الْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ"[3]

"مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہیں"

اسی طرح اگر کوئی مشورہ مانگے تو اس نے اپنے بارے اظہار رائے میں امین بنایا ہے اس لیے پوری امانت داری اور سچائی کے ساتھ مشورہ دینا چاہیئے غلط مشورہ خیانت سمجھا جائے گا چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

"الْمُسْتَشَارُ أَمِينٌ الْمُسْتَشَارُ أَمِينٌ"[4]

"جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے، جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے"

امارت تمام عہدے وذمہ داریاں بھی ایک لحاظ سے امانت ہیں یعنی جو ذمہ داری مقرر کی گئی ہے اس کو احسن انداز سے نبھانا امانت ہے اور اس میں کوتاہی کرنا خیانت ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

Ibn Abi Shaybah, Abdullah bin Muhammad, AD 235 AH,Musannif Ibn Abi Shaybah (Riyadh, Al-Rushd Library, i 1409 AH) vol. 6 p. 159

[1] خرائطی، محمد بن جعفر م 327ھ، مکارم الاخلاق (قاہرہ، دار الآفاق العربیہ ط1999ء) ص76

Kharaiti, Muhammad bin Jaafar, 327 AH, Makarim Al-Akhlaq (Cairo, Dar Al-Afaaq Al-Arabiya, ed. 1999) p. 76

[2] بخاری، محمد بن اسماعیل، م256ھ، صحیح البخاری (دار طوق النجاۃ،) ج1ص16

Bukhari, Muhammad bin Ismail, AD 256 AH, Sahih Al-Bukhari (Dar Touq Al-Najat), vol. 1, p. 16

[3] ابوداود، سلیمان بن اشعث، م275ھ، سنن ابی داود (بیروت: مکتبۃ العصریہ صیدا) ج4ص268

Abu Dawood, Suleiman bin Ashath, 275 A.H., Sunan Abi Dawood (Beirut: Al-Asriyah Library, Saida), vol. 4, p. 268

[4] معمر بن راشد، م153ھ، جامع معمر بن راشد (پاکستان: مجلس علمی ط1403ھ) ج11ص439

Muammar Bin Rashid, 153 A.H.Jami Muammar Bin Rashid Majlis e Ilmi, 1403 A.H.) C 11 p. 439

"يَا أَبَا ذَرٍّ، الْإِمْرَةُ أَمَانَةٌ، وَهِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا"[1]

"اے ابو ذر امارت اور سرداری امانت ہے اور قیامت کے دن رسوائی اور ندامت ہوگی سوائے اس آدمی کے جو اس کو حق کے ساتھ لے اور اس کا حق ادا کرے"

اسی لیے ایک دوسری حدیث میں ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی آپ ﷺ نے فرمایا:

"فَإِذَا ضُيِّعَتِ الأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ»، قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ: «إِذَا وُسِّدَ الأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ"[2]

"جب امانت ضائع کردی جائے تو قیامت کا انتظار کر اس دیہاتی نے کہا امانت کا ضائع کرنا کیسے ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا جب امر حکومت نااہل کے حوالے کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا"

قیامت جب قریب آئے گی اور لوگوں سے دینداری واخلاق حسنہ کا فقدان شروع ہوگا تو سب سے پہلے امانت کا فقدان ہوگا آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ يُرْفَعُ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْأَمَانَةُ وَالْخُشُوعُ، حَتَّى لَا تَكَادَ تَرَى خَاشِعًا"[3]

"اس امت سے سب سے پہلے جو چیز اٹھائی جائے گی وہ امانت اور خشوع وعاجزی ہے حتی کہ کوئی عاجزی والا نہیں ملے گا"

مجلس کی بات، مشورہ، امارت وعہدہ، ذمہ داری، مال ودولت انسانی اعضاء سب امانت ہیں یعنی کسی بھی معاملہ میں انسان پر بھروسہ کر کے ذمہ دار بنایا جاتا ہو مال ہو یا مجلس کی بات، بندوں کے ساتھ عہد وپیمان یا کوئی عہدہ وذمہ داری یا اللہ کے عطا کردہ اعضاء ومال سب امانت ہیں۔امانت کا ایمان کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے حتی کہ اس کی نفی سے رسول اللہ ﷺ نے ایمان کی نفی فرمائی ہے اور خیانت کو منافق کی نشانی قرار دیا ہے۔اور اس کے فقدان کو قیامت کے قرب کی علامت گردانا ہے۔

علمی امانت ودیانت:

امانت ودیانت کا تعلق مال اور قول کے ساتھ ساتھ علم کے ساتھ بھی ہے جسے علمی امانت ودیانت کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں کہ جس کی بات نقل کریں اس کے قائل کی طرف نسبت کریں، کسی کتاب سے اقتباس لیں اس کا حوالہ دیں، جھوٹ نہ بولیں، کسی دوسرے کی کتاب یا علمی بات چرا کر اپنی طرف منسوب کرنا علمی دیانت کے خلاف ہے۔جب ہم اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں، اس علمی دیانت کے مختلف مظاہر نظر آتے ہیں ان میں سے چند پیش خدمت ہیں:

1- قائل کی طرف نسبت کرنا:

علمی دیانت کا تقاضا ہے کہ جس شخصیت کا قول اور کلام ہو اس کی طرف اس کی نسبت کی جائے، رسول اللہ ﷺ نے ایک بار عرب کے مشہور شاعر لبید بن

---

[1] ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، م182ھ، الآثار (بیروت، دار الکتب العلمیہ) ص: 213
Abu Youssef, Yaqoub bin Ibrahim, 182 AH, Al-Athar (Beirut, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah)p.213

[2] بخاری، محمد بن اسماعیل، م256ھ، صحیح البخاری (دار طوق النجاۃ) ج1ص21
Bukhari, Muhammad bin Ismail, AD 256 AH, Sahih Al-Bukhari (Dar Touq Al-Najat), vol. 1, p. 21

[3] ابن مبارک، عبداللہ بن مبارک م181ھ، الزہد والرقائق (بیروت، دار الکتب العلمیہ) ج1ص56
Ibn Mubarak, Abdullah bin Mubarak AD 181 A.H.,Al Zuhd and wal Raqaiq (Beirut, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah), vol. 1, p. 56

ربیعہ کا ایک مصرع نقل کیا اور اس کی لبید کی طرف نسبت کرتے ہوئے فرمایا:

"أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ، كَلِمَةُ لَبِيدٍ:أَلاَ كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلاَ اللَّهَ بَاطِلٌ"[1]

"سب سے سچا کلمہ جو کسی شاعر نے کہا وہ لبید کا یہ کلمہ ہے آگاہ ہو جاو اللہ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے"

2-اسناد کا بیان کرنا:

اسلام کی ابتدائی تاریخ میں حافظہ پر اعتماد کر کے احادیث و سنن بیان کرتے تھے اس دور میں علمی دیانت یہ تھی کہ نصوص کی سند بیان کرتے اور ان نصوص پر اعتماد ان کی اسناد کی حیثیت سے کیا جاتا تھا اور اسناد کے مقبول و غیر مقبول ہونے کے معیار علم اصول حدیث میں تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ اسناد کی اہمیت بیان کرتے ہوئے عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں:

"الْإِسْنَادُ عِنْدِي مِنَ الدِّينِ لَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ"[2]

"حدیث کی سند میرے نزدیک دین میں سے ہے اگر سند نہ ہوتی تو کوئی آدمی جو چاہتا کہہ دیتا"

3-تخریج النصوص:

آہستہ آہستہ جب کتابیں تصنیف ہوئیں تو اس وقت علمی دیانت تخریج النص کے طور پر تھی یعنی جب کوئی اپنی تصنیف میں کسی کتاب یا محدث سے حدیث یا مسئلہ نقل کرتا تو اس کا حوالہ ضرور دیتا جیسا کہ مشکاۃ میں انداز اختیا کیا گیا ہے اور یہ بھی کوشش ہوتی کہ معتبر مصادر کا ذکر کیا جائے حتی کہ اگر اس میں کوئی تصحیف و تحریف ہوتی تو عبارت اسی طرح نقل کرنے کے بعد وضاحت کر دیتے تھے مثلا:

"كذا وجدته وهو تصحيف وصوابه كذا"[3]

4-تحمل حدیث کے الفاظ:

محدثین سے احادیث لینے کے مختلف طریقے تھے کبھی محدث احادیث سناتا اور شاگرد سماع کرتے، کبھی شاگرد احادیث اپنے شیخ کو سناتے تھے، کبھی ایک طالب پڑھ رہا ہے باقی طلبہ اور شیخ سماع کر رہے ہیں، تو علمی دیانت کے طور پر ان مختلف طریقوں کیلئے الفاظ بھی مختلف استعمال کرتے تھے مثلا حدثنا، اخبرنا، انبانا،[4] ایسے ہی شیخ سے نقل کرنے کے دوسرے بھی متعدد طریقے ہیں جن کیلئے اجازۃ، مناولۃ، وجادہ، کتابۃ وغیرہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں[5] جس کی تفصیل اصول

---

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، م 256ھ، صحیح البخاری ج5 ص43

Bukhari, Muhammad bin Ismail, AD 256 AH, Sahih Al-Bukhari, vol. 5, p. 43

[2] الخطیب البغدادی، احمد بن علی م 463ھ، الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع (الریاض، مکتبۃ المعارف) ج2 ص213

Al-Khatib Al-Baghdadi, Ahmad bin Ali m. 463 A.H., Al jami al akhlaq al rawi wa adaab al sami(Al Riyadh, Maktaba al Maarif) vol. 2, p. 213

[3] بیہقی، احمد بن الحسین، م 458ھ، السنن الکبری (بیروت، دار الکتب العلمیہ) ج10 ص130

Bayhaqi, Ahmad ibn al-Husayn,458AH,al-Sunan al-Kubra(Beirut,Dar al-Kutub al-Ilmiyya), vol.10,p. 130

[4] رامہرمزی، الحسن بن عبد الرحمٰن م 360ھ، المحدث الفاصل بین الراوی والواعی (بیروت، دار الفکر) ص: 425

Ramahurmazy, Al-Hasan bin Abd Al-Rahman 360 AH, Al Muhaddis al Fazil Bain al Ravi wal Wavi (Beirut, Dar Al-Fikr) pg: 425

[5] قاضی، عیاض بن موسی، م 544ھ، الالماع إلی معرفۃ اصول الروایۃ وتقیید السماع (قاہرہ، دار التراث) ص: 68

Qazi, Iyaz bin Musa ,A.D. 544 A.H., Al Ilmaa Iila Marifah Usool al Riwaya wa Taqeed al Sima(Cairo, Dar Al-Turath) p. 68,

حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔

فائدہ:

اصول حدیث کی کتابوں میں اجازہ کا لفظ اجازۃ الروایہ میں مشہور ہے یعنی مجھے فلاں محدث نے اس حدیث کی روایت کرنے کی اجازت دی ہے لیکن یہ لفظ اجازۃ النسخ کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے یعنی فلاں محدث نے اپنی کتاب کی نقل اور کاپی تیار کرنے کی اجازت دی ہے چنانچہ امام شافعی کی کتاب الرسالۃ کے مخطوطہ پر شیخ احمد شاکر نے تحقیق کی ہے وہ تحریر کرتے ہیں امام شافعی کے شاگرد ربیع بن سلیمان نے تیس سال کی عمر میں 204ھ میں اپنے استاذ امام شافعی سے کتاب الرسالہ سن کر املاء کی اور یہ مخطوطہ ان کے پاس محفوظ رہا وہ اس سے کسی کو بھی نسخ [نقل اور کاپی] کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے حتی کہ جب ان کی عمر نوے سال تجاوز کر چکی 265ھ میں تب اس نسخہ پر انھوں نے نسخ کی اجازت تحریر کی چنانچہ وہ تحریر کرتے ہیں:

"أجاز الربيع بن سليمان صاحب الشافعي نسخ كتاب الرسالة، وهي ثلاثة أجزاء في ذي القعدة سنة خمس وسنين ومائتين، وكتب الربيع بخطه"[1]

"امام شافعی کے شاگرد ربیع بن سلیمان نے کتاب الرسالہ کے نسخ [نقل کرنے] کی اجازت دی، اس کے تین حصے ہیں ذی قعدہ سنہ 265ھ میں ربیع نے یہ عبارت اپنے ہاتھ سے لکھی ہے"

اس عبارت سے واضح ہو جاتا ہے کہ قدیم فقہاء کے نزدیک بھی مصنف کی اجازت کے بغیر اس کی کتاب کی کاپی اور نقل تیار کرنا جائز نہیں تھا کیونکہ یہ علمی امانت کے خلاف ہے۔

علمی خیانت و بد دیانتی:

اسناد کا بیان کرنا، قول کی قائل کی طرف نسبت کرنا اور تخریج النصوص علمی امانت و دیانت سمجھے جاتے ہیں اس کے مقابلے میں کذب، تدلیس اور سرقہ وانتحال علمی خیانت میں شمار ہوتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1-کذب کی حرمت:

قول کی قائل کی طرف نسبت کرنا علمی دیانت ہے لیکن اگر قائل کی طرف ایسی بات منسوب کر دی جائے جو اس نے زبان سے ادا ہی نہیں کی یعنی جھوٹ بول کر اس کی نسبت کر دینا علمی خیانت ہے۔ جھوٹ بولنا حرام ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ"[2]

"اللہ کی لعنت ہو جھوٹ بولنے والوں پر"

عام گفتگو کی طرح احادیث وآثار کے نقل کرنے میں کذب سے کام لینے کی حرمت شدید ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

---

[1] شافعی، محمد بن ادریس، م204ھ/819، الرسالۃ، (مصر: مکتبۃ الحلبی، ط1940ء) ص17
Shafi'i, Muhammad ibn Idris, AD 204 AH 819/, Al-Resalah, (Egypt:Maktaba Al-Halabi', i 1940 AD) (p. 17

[2] آل عمران: 61

Aleimran:61

"مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"[1]

"جس نے میرے اوپر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کو بنالے"

حدیث میں جھوٹ بولنے کو اس حدیث کی بناپر محدثین نے حرام لکھاہے اصول حدیث میں یہ مسئلہ بالکل واضح ہے حتی کہ اگر کسی راوی سے جھوٹ بولنا ثابت ہو جائے تو اس کی حدیث پر اعتبار نہیں کرتے چنانچہ عبدالرحمٰن بن مہدی نقل کرتے ہیں کہ شعبہ سے سوال کیا گیا:

"مَتَى يُتْرَكُ حَدِيثُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: إِذَا رَوَى عَنِ الْمَعْرُوفِينَ مَا لَا يَعْرِفُهُ الْمَعْرُوفُونَ فَأَكْثَرَ، وَإِذَا أَكْثَرَ الْغَلَطَ، وَإِذَا اتُّهِمَ بِالْكَذِبِ"[2]

"راوی کی حدیث کب چھوڑی جائے گی انھوں نے کہا جب وہ مشہور راویوں سے ایسی بات نقل کرے جس کو مشہور شاگرد نہیں جانتے اور جب کوئی راوی غلطیاں زیادہ کرے اور جب وہ جھوٹ کے ساتھ متہم ہو تو اس کی حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا"

محدثین کذاب کی حدیث کو موضوع من گھڑت قرار دیتے ہیں چنانچہ ذہبی موضوع حدیث کی تعریف لکھتے ہیں:

"ما كان مَتْنُه مخالفاً للقواعد، وراويه كذَّاباً"[3]

"موضوع حدیث وہ ہے جس کا متن قواعد شریعت کے مخالف ہو اور اس کا راوی کذاب ہو"

ان موضوع احادیث کے بارے میں محدثین نے بہت سی کتابیں تحریر کی ہیں مثلاابن جوزی، صاغانی کی موضوعات، وغیرہ۔

2-تدلیس کی مذمت:

علمی دیانت وامانت کے خلاف امور میں سے ایک تدلیس بھی ہے۔تدلیس کہتے ہیں کہ اپنے استاذ کا یا استاذ کے استاذ کا نام ذکر نہ کرنا یا اپنے کسی استاذ کو غیر مشہور نام یا کنیت کے ساتھ ذکر کر دینا تدلیس کہلاتا ہے،[4] عراقی لکھتے ہیں:

"تدليس الإسناد وهو أن يروي عمن لقيه ما لم يسمع منه موهما أنه سمعه منه. أو: عمن عاصره ولم يلقه موهما أنه قد لقيه وسمعه منه. ثم قد يكون بينهما واحد وقد يكون أكثر---أن يروي عن شيخ حديثا سمعه منه فيسميه أو يكنيه أو ينسبه أو يصفه بما لا يعرف به كي لا يعرف"[5]

---

1 صحیح البخاری 33/1

Sahih Al-Bukhari 1/33

2 المحدث الفاصل بین الراوی والواعی للرامہرمزی ص: 410

Al Muhaddis al Fazil Bain al Ravi wal Wavi li al Hurmazy p.410

3 الذہبی؛ محمد بن احمد بن عثمان الموقظة فی علم مصطلح الحدیث مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ، حلب ص: 36

Al Zahbi,Muhammad bin Ahmed bin Osman, Al Moqiza fi ilm mustala al hadith Matba Al Matboat al islamia Halb , p. 36

4 ابن رجب، احمد بن عبد الرحمٰن، م 795ھ، شرح علل الترمذی (اردن: مکتبۃ المنار، ط 1987ء) ج1ص118

Ibn Rajab, Ahmed bin Abd al-Rahman, AD 795 AH, Sharh Illal al-Tirmizi (Jordan: Al-Manar Library, i. 1987a) vol. 1 p. 118

5 العراقی، زین الدین، التقیید والایضاح شرح مقدمۃ ابن الصلاح ص: 95

Al Iraqi,Zain al Deen,Al Taqeed wal Izah Sharh Muqaddima Ibn al Salah,p.95

"تدلیس اسناد یہ ہے راوی ایسے محدث سے روایت کرتا ہے جس سے اس کی ملاقات ہے لیکن اس سے وہ حدیث سنی نہیں اور یہ وہم میں ڈالتا ہے کہ اس سے سنی ہے یا پھر اپنے اس معاصر سے حدیث نقل کرتا ہے جس سے اس کی ملاقات نہیں یہ وہم میں ڈالتے ہوئے کہ اس سے ملاقات اور سماع حاصل ہے کبھی ان کے درمیان ایک واسطہ ہوتا ہے اور کبھی زیادہ اور تدلیس شیوخ یہ ہے کہ کسی شیخ سے حدیث نقل کرے جو اس سے سنی ہوئی ہے لیکن اس کا نام یا کنیت یا وصف ایسا بیان کرتا ہے جو مشہور نہیں ہے"

علمی خیانت ہونے کی وجہ سے محدثین نے تدلیس کو عیب جانا ہے اس کے بارے میں شعبہ کہتے ہیں :

"لأن أزني أحب إلي من أن أدلس"[1]

"میں زنا کرلوں یہ زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں تدلیس کروں"

محدثین کے نزدیک یہ جھوٹ تو نہیں لیکن جھوٹ کا وہم ڈالتا ہے اس لیے اس کو بھی علمی امانت و دیانت کے خلاف سمجھتے ہوئے اس کو حدیث کیلئے موجب ضعف قرار دیا ہے۔

3-سرقہ اور انتحال کی حرمت:

دوسرے مصنف کی کتاب سے اس کی اجازت کے بغیر اور اس کا حوالہ دیے بغیر کچھ چرالینا یا دوسرے کی تصنیف کردہ کتاب یا رسالہ اپنی طرف منسوب کردینے کو محدثین نے بہت معیوب اور ناجائز لکھا ہے اور اس کو سرقہ وانتحال سے تعبیر کیا ہے اس بارے میں کئی کتابیں تحریر ہوئیں مثلا بشر کی کتاب السرقات الکبیر، ابوالقاسم جعفر بن محمد کی کتاب السرقات[2]، سیوطی کا رسالہ الفارق بین المصنف والسارق[3] یہ ساری کوششیں حقوق مصنف کی حفاظت کیلئے ہی تھیں، علامہ ابن قیم نے بہت پیارا جملہ اس حوالہ سے تحریر کیا:

"حِيَلِ اللُّصُوصِ وَالسُّرَّاقِ عَلَى أَخْذِ أَمْوَالِ النَّاسِ، وَهُمْ أَنْوَاعٌ لَا تُحْصَى؛ فَمِنْهُمْ السُّرَّاقُ بِأَيْدِيهِمْ، وَمِنْهُمْ السُّرَّاقُ بِأَقْلَامِهِمْ"[4]

"لوگوں کا مال لوٹنے میں چوروں کے حیلے چوروں کی بے شمار اقسام ہیں بعض اپنے ہاتھوں سے چوری کرتے ہیں اور بعض اپنی قلموں کے ساتھ چوری کرتے ہیں"

علمی امانت و دیانت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ کتاب جس شخصیت نے لکھی ہے اسی کی طرف اس کی نسبت کی جائے، اس سے اقتباس لینا ہے تو حوالہ دیں وغیرہ ان

---

[1] الحافظ ابن کثیر، عثمان بن الصلاح، الباعث الحثیث إلی اختصار علوم الحدیث، مکتبہ معارف، الریاض، ص: 54
Al Hafiz Ibn Kaseer,Usman bin Al Salah,Al Baais Al Hasees ila Ikhtisar ila Uloom al Hadith,Maktaba Marif,AL Riaz p.54

[2] الحموی، یاقوت بن عبداللہ، م626ھ، معجم الأدباء (بیروت: دار الغرب الاسلامی، ط1993ھ) ج4ص1609
Al-Hamawi, Yaqoot bin Abdullah, 626 AH,Mujam al Adbaa (Beirut: Dar al-Gharb al-Islami, i. 1993 AH) vol. 4 p. 1609

[3] کتانی، محمد عبدالحی، م1382ھ/1962، فہرس الفہارس (بیروت: دار الغرب الاسلامی، ط1982ء) ج2ص969،
Kittani, Muhammad Abd al-Hay, 1382 AH 1962/, Fahris al Fahrais (Beirut: Dar al-Gharb al-Islami, i. 1982 AD) vol. 2 p. 969.

[4] ابن قیم، محمد بن ابی بکر، م751ھ، إعلام الموقعین عن رب العالمین (بیروت، دار الکتب العلمیہ ط1991ء) ج3ص258
Ibn Qayyim, Muhammad bin Abi Bakr, AD 751 AH, Ielam al Moqien an Rab al Alameen (Beirut, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, 1991 AH), vol. 3, p. 258

سب باتوں کو حقوق تصنیف و تالیف کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

علمی دیانت و خیانت اور حقوق تالیف:

تالیف کا لغوی معنی:

تالیف کا لغوی معنی ملانا اور جمع کرنا ہے جیسا کہ لسان العرب میں ہے:

"وألفت بينهم تأليفا إذا جمعت بينهم بعد تفرق، وألفت الشيء تأليفا إذا وصلت بعضه ببعض؛ ومنه تأليف الكتب"[1]

"جب متفرق لوگوں کو تو جمع کردے تو تو کہہ سکتا ہے الفت بینہم اور جب کسی چیز کے بعض کو بعض کے ساتھ ملا دیا جائے تو کہتے ہیں الفت الشیء اسی سے تالیف الکتب ہے"

حق تالیف کی اصطلاحی تعریف:

حق تصنیف و تالیف کی اصطلاحی تعریف لغوی معنی کے قریب قریب ہے یعنی مختلف مواد کو ایک خاص موضوع کے تحت جمع کردینا اور اس کو اس طرح منطقی ترتیب دینا کہ اس سے نفع اٹھانا آسان ہو سکے ابو عمر دبیان تحریر کرتے ہیں:

"حق الإنسان في إبداع شيء علمي أو أدبي أو فني، سواء بالجمع والاختيار، أو إحداث شيء لم يسبق إليه، أو إكمال ناقص، أو تصحيح خطأ، أو تفسير وتفصيل، أو تلخيص أو تهذيب، أو ترتيب مختلط"[2]

"حق تصنیف و تالیف سے مراد انسان کا وہ حق ہے جو اسے کسی علمی ادبی یا فنی چیز کے ایجاد کرنے سے حاصل ہوتا ہے خواہ وہ علمی و ادبی باتوں کو جمع اور منتخب کرے یا کوئی ایسا علمی کام کرے جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا یا کسی ناقص کو مکمل کردے یا غلط کو درست کردے یا کسی تشریح وضاحت کردے یا کسی علمی کام کو مختصر ملخص و مہذب کردے یا کسی بکھرے ہوئے کام کو مرتب کردے"

تصنیف کے متعلق حقوق و احکام اور ان کا علمی دیانت کے ساتھ تعلق:

کتب کے ساتھ مصنف اور امت دونوں کے حقوق وابستہ ہیں اس لیے حقوق تصنیف کی ابتداء دو قسمیں ہیں:

1. حقوق عامہ
2. حقوق خاصہ

1-حقوق عامہ:

حقوق عامہ سے مراد امت اور عوام کے حقوق ہیں کیونکہ امت کتاب میں سموئے ہوئے علوم و معارف کی محتاج ہے۔

حقوق عامہ کی اقسام:

یہ بات تو ناممکن ہے کہ کتاب میں موجود افکار و نظریات اور مسائل مصنف کی ملکیت میں ہوں اور دوسرا کوئی آدمی ان کو اپنا نہ سکے بلکہ وہ ہر مستفید کا حق ہوگا

---

[1] ابوالفضل، محمد بن مکرم، لسان العرب، مکتبہ دار صادر، بیروت، ج9 ص10
Abu al Fazl,Muhammad bin Mukrim,Lisan al Arab,Maktab Dar e Sadir,Beruit,vol.9,p.10

[2] المعاملات المالیۃ اصالۃ و معاصرۃ ج1 ص187

ورنہ لوگوں کا کتاب کے پڑھنے اور اس کو سمجھنے کا فائدہ کیا ہوگا۔اس لیے حقوق تصنیف وطباعت کے محفوظ کرانے کا یہ معنی نہیں کہ یہ عام حق ختم ہو جائے اور اس سے علمی انتفاع رک جائے بلکہ اس کے علاوہ چند دوسرے حقوق عامہ بھی ہیں جو درج ذیل ہیں :

حق اقتباس اور علمی امانت ودیانت:

جب سے تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک تمام مصنفوں کی عادت رہی ہے کہ عقائد ومسائل کو درست اور مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کیلئے ، ان کی اصلاح اور درستگی کیلئے لوگوں کو عملی میدان میں لانے کیلئے مستند کتابوں کا حوالہ دیتے رہتے ہیں اور ان کی بیان کردہ عبارات پیش کرتے رہتے ہیں اور کبھی کسی نے نکیر نہیں کی بشرطیکہ نقل کرنے والے نے حوالہ دیا ہو اس لیے اگر کوئی مصنف اس سے منع کرتا ہے تو یہ خلاف اجماع ہے اور اس کا کوئی اعتبار نہیں اگرچہ اپنی کتاب کے ٹائٹل پر لکھ دے جیسا کہ بعض مصنفین کی عادت ہے۔ لیکن اقتباس کی شرط یہ ہے کہ دیانت وامانت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کا حوالہ دیا جائے اور اس میں کوئی تحریف وتبدیلی نہ کی جائے تصنیف وتالیف کے آداب میں یہ مباحث مشہور ومعروف ہیں۔[1]

حق الترجمہ اور علمی امانت ودیانت:

ترجمہ سے مراد یہ ہے کہ کسی کتاب کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا یہ حق بھی تمام انسانوں کو حاصل ہے کہ اصل کتاب کے مصنف کی اجازت کے بغیر وہ اس کا دوسری زبان میں ترجمہ کرسکتے ہیں کیونکہ ترجمہ کرتے ہوئے مترجم کو وہی مشقت اور مسائل پیش آتے ہیں جو اصل کتاب کے مصنف کو پیش آتے ہیں یعنی اپنا وقت ، سوچ بچار خرچ کرنا وغیرہ اور ترجمہ کرتے ہوئے اس کی خصوصیات اور محاوروں کا خاص خیال کرنا وغیرہ اس لیے اگر اس کو مستقل کتاب کہیں تو بے جا نہیں نیز اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ علم کی پورے جہان میں نشر واشاعت کرے اس لیے ترجمہ کے حقوق محفوظ کرانا بھی درست نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اصل کتاب کی نسبت اس کے پہلے مصنف کی طرف کی جائے اور اس کے مواد میں تغیر تبدل نہ کیا جائے۔[2]

2-حقوق خاصہ:

حقوق خاصہ سے خاص مصنف کے حقوق مراد ہیں، تصنیف کے بعد مصنف کو جو حقوق حاصل ہوتے ہیں وہ دو قسم کے ہیں :

1۔حقوق ادبیہ علمی امانت ودیانت:

حقوق ادبیہ میں متعدد حقوق آتے ہیں جن میں سے کچھ امانت ودیانت سے وابستہ ہیں اور کچھ دوسرے ہیں۔

1. کتاب کی اپنی طرف نسبت کرنے کا حق ، لہٰذا وہ اس نسبت سے کسی کیلئے بھی دست بردار نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوئی دوسرا اس کتاب کی نسبت اپنی طرف کرسکتا ہے کیونکہ یہ علمی امانت ودیانت کے خلاف ہے، اگر کسی نے ایسا کیا تو مصنف اور اس کے ورثہ کو قانونی کاروائی کرنے کا حق حاصل ہے۔
2. اپنی کتاب کی نشر واشاعت کرنے کا حق لہٰذا اس کی اجازت کے بغیر دوسرے آدمی کو چھاپنے کی اجازت نہیں ہے۔
3. اپنی کتاب میں کسی قسم کی کمی بیشی اور کتر وبیونت کے دفاع کرنے کا حق ، اگر مصنف اپنی کتاب میں غلطیوں پر مطلع ہوتا ہے تو اس کتاب میں تصحیح کرنے

---

[1] ابوزید، بکر بن عبداللہ، م 1429ھ/2008، فقہ النوازل، موسسۃ الرسالہ، ط 1996ء ج 2 ص 161

Abu Zaid, Bakr bin Abdullah, AD 1429 AH/2008, Fiqh Al-Nawazil, Moassisa Al-Resala, i 1996, vol. 2, p. 161

[2] ایضا

I bid 40

یا اس کو ضائع کرنے اور بازار میں جانے سے روکنے کا حق۔ اسی کو ہے کیونکہ اپنی بات کی تصحیح کرنے کا حق امانتا و دیانتا مصنف کو حاصل ہے۔

4. اور یہ حقوق پوری زندگی اور زندگی کے بعد اس کیلئے برقرار رہیں گے۔

2۔ حقوق مالیہ:

جس شخص نے کوئی کتاب تصنیف یا تالیف کی ہے صرف اسے اس کتاب کی نشر و اشاعت اور تجارتی نفع حاصل کرنے کا حق ہوتا ہے بسا اوقات کتاب لکھنے والا یہ حق [یعنی کتاب سے مالی منافع اٹھانے کا حق] دوسرے کے ہاتھ بیچ دیتا ہے تو اس حق کا خریدار نشر و اشاعت کے بارے میں ان حقوق کا مالک ہو جاتا ہے جو مصنف کتاب کو حاصل تھا۔ یہ حقوق چونکہ دراصل تصنیف کی وجہ سے حاصل ہوتے ہیں اس لیے ان کو حقوق تصنیف و تالیف بھی کہتے ہیں اور ان حقوق کا تعلق طباعت و اشاعت کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے ان کو حقوق طباعت و اشاعت بھی کہتے ہیں، جو اصل میں مصنف کو حاصل ہوتے ہیں پھر مصنف کے بیچنے کے بعد ناشر کو حاصل ہو جاتے ہیں۔[1]

اسی طرح حقوق تصنیف و حقوق طباعت کے متعلق حافظ ابن حجر ہیتمی م 974ھ کی ایک عبارت اور فتوی ملاحظہ کریں:

"وَيَنْبَغِي لِلْمُسْتَعِيرِ أَن يشْكر لِلْمُعِيرِ ذَلِكَ ويجزيه خيرا وَلَو بِالدُّعَاءِ، ولْيَرُدَّ الْكتاب بعد فرَاغ حَاجته أَو عِنْد طلب مَالِكه، وَلَا يُعِير غيرَه ، وَلَا ينْسَخ مِنْهُ بِغَيْر إِذن صَاحبه"[2]

"عاریت پر طلب کرنے والے کیلئے مناسب یہ ہے کہ کتاب کے مالک کا شکریہ ادا کرے اور اس کو اچھا بدلہ دے اگرچہ دعاء کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو اور جب مالک کتاب مانگے یا اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو کتاب واپس کردے،، اور وہ کتاب مالک کی اجازت کے بغیر دوسرے کو عاریت پر نہیں دے سکتا اور اس سے مالک کی اجازت کے بغیر نقل بھی نہیں کر سکتا"

اس عبارت سے کئی امور ماخوذ ہوتے ہیں:

1. کتاب کے مالک و مصنف کی اجازت کے بغیر اس کو نقل کرنا جائز نہیں۔ جب صرف نقل کرنا جائز نہیں تو مصنف کی اجازت کی بغیر کتاب چھاپنا کیسے جائز ہوگا۔
2. مالک کی اجازت کے بغیر دوسرے کو عاریت پر بھی نہیں دے سکتا۔
3. اگر مالک نے اپنی کتاب کسی کو استفادہ [نقل اور کاپی کرنے] کیلئے عاریت پر دی ہے تو مالک کا اس سے اجرت لینا جائز ہے۔ لہٰذا اگر مصنف کسی کو چھاپنے کی اجازت دیتا ہے اور اجازت کے عوض کچھ رقم لیتا ہے تو جائز ہے۔

حقوق تصنیف کا معاوضہ اور ان کی بیع:

حقوق تصنیف کے معاوضہ کی دو صورتیں ہیں:

---

[1] دبیان بن محمد الدبیان، المعاملات المالیۃ اصالۃ و معاصرۃ ج1 ص 187
Debban bin Muhammad al Deeban,Al Muamlaat al Maliya Isalah wa Muaasirah vol.1,p.187

[2] الہیتمی، ابن حجر، احمد بن محمد، م 974ھ/1566، الفتاوی الحدیثیۃ، بیروت، دار الفکر، ص: 163
Al-Haytami, Ibn Hajar, Ahmad bin Muhammad, AD 974 AH 1566 / Al-Fatwa Al-Hadithiyyah, Beirut, Dar Al-Fikr, p.: 163

1. حق سے وقتی دست بر داری، یعنی مصنف معاوضہ لے کر محدود مدت کیلئے یا محدود نسخوں میں اپنے حق سے دست بردار ہو جاتا ہے۔اس کو اجارہ بھی کہہ سکتے ہیں۔
2. ہمیشہ کیلئے دستبرداری، یعنی مصنف ایک بھاری رقم لے کر اپنی کتاب کی طباعت واشاعت سے ہمیشہ کیلئے دست بردار ہو جاتا ہے اور یہ حق پھر مستقل طور پر ناشر کو حاصل ہو جاتا ہے۔[1]

اس بات پر اتفاق ہے کہ مصنف نے محنت کرکے دردسری، دلسوزی وعرق ریزی کے ساتھ جو مسودہ تیار کیا ہے اس کو جس قدر قیمت پر چاہے بیچ سکتا ہے لیکن اس کی طباعت واشاعت کے حق کو بیچ سکتا ہے یا نہیں،اس کی وضاحت یہ ہے کہ چونکہ کتابوں کی طباعت واشاعت پریس کی ایجاد کے بعد کثرت سے ہونے لگی اور اس کے ساتھ تجارتی منافع وابستہ ہونے لگے تو عرف میں آہستہ آہستہ ان حقوق کی رجسٹریشن ہونے لگی،حکومت کی طرف سے اس کا تحفظ ہونے لگا،اوران حقوق کی خرید وفروخت شروع ہوگئی۔اس لیے ان حقوق طباعت کا قدیم زمانہ میں کوئی خاص تصور نہیں تھا جس کی بناء پر متقدمین کے اقوال نہیں ملتے اور متاخرین ومعاصرین کا اس میں اختلاف ہے۔

قول اول:

بعض فقہاء احناف کے نزدیک حقوق طباعت مصنف کا مخصوص حق نہیں ہیں اور نہ یہ حقوق مالیہ ہیں لہٰذا اس کی خرید وفروخت اور اس کا معاوضہ لینا جائز نہیں اس کے قائلین درج ذیل ہیں:

"مفتی رشید احمد گنگوہی، مفتی رشید احمد لدھیانوی، مفتی محمد شفیع، مفتی محمود الحسن گنگوہی[2]،ڈاکٹر احمد الحجی الکردی، شیخ تقی الدین نبہانی"[3]

قول دوم:

جمہور فقہاء مالکیہ، شوافع، حنابلہ اور اکثر متاخرین فقہاء احناف کے نزدیک یہ ایک حق مجرد ہے لیکن عرف وغیرہ کی وجہ سے مال کے حکم میں ہے لہٰذا اس کا معاوضہ لینا اور اس کا ہبہ کرنا جائز ہے چنانچہ اس کے قائلین درج ذیل ہیں:

"مولانا فتح محمد لکھنوی[مولانا عبدالحٔی لکھنوی کے شاگرد] مفتی محمد کفایت اللہ، مفتی نظام الدین دیوبند، مفتی عبدالرحیم لاجپوری، مفتی تقی عثمانی[4]، مولانا محمد جنید عالم ندوی، مفتی نسیم احمد قاسمی، برہان الدین سنبھلی، شیخ بکر ابوزید ڈاکٹر محمد فتحی الدرینی، ڈاکٹر محمد سعید رمضان بوطی"[5]

---

[1] سامی حبیلی، الحقوق المجردہ فی الفقہ المالی الاسلامی (جامعہ اردنیہ) ص150
Sami Hubili, Al huqoq al mujarradah fi al fiqh al mali al islami (Jordania University), p. 150

[2] گنگوہی، محمود حسن، مفتی، فتاوی محمودیہ (کراچی: دار الافتاء جامعہ فاروقیہ) ج16ص183
Gangohi, Mahmoud Hassan, Mufti Fatwa, Mahmoudiyah (Karachi: Dar Al-Iftaa,Jamia Farooqiah), vol. 16, p. 183.

[3] سامی حبیلی، الحقوق المجردہ فی الفقہ المالی الاسلامی (جامعہ اردنیہ) ص150
Sami Hubili, Al huqoq al mujarradah fi al fiqh al mali al islami (Jordania University), p. 150

[4] عثمانی، محمد تقی، مفتی، فقہی مقالات (کراچی: میمن اسلامک پبلشرز ط2011ء) ج1ص226
Osmani, Muhammad Taqi, Mufti,Fiqhi Maqalat (Karachi: Memon Islamic Publishers 2011) vol. 1 P.226

[5] سامی حبیلی، الحقوق المجردہ فی الفقہ المالی الاسلامی (جامعہ اردنیہ) ص151
Sami Hubili, Al huqoq al mujarradah fi al fiqh al mali al islami (Jordania University), p. 151

خلاصہ کلام:

یہ ہے کہ اسلام نے عبادات اور نظریات کے ساتھ ساتھ اخلاق پر بھی زور دیا ہے اخلاقیات حسنہ میں سے ایک امانت ودیانت بھی ہے اور پھر امانت ودیانت کا تعلق مال،اقوال، مشورہ، امارت وعہدہ،دین وشریعت،تمام پر ہوتا ہے،امانت ودیانت کا تعلق علم کے ساتھ بھی ہے جسے علمی امانت ودیانت کہتے ہیں، یعنی قول کی قائل کی طرف نسبت کرنا،احادیث کی اسناد کا بیان کرنا،نصوص کی تخریج علمی امانت ودیانت ہے جبکہ اسناد کے بیان کرنے میں تدلیس سے کام لینا،احادیث میں سرقہ وانتحال،اور جھوٹ بولنا وغیرہ علمی خیانت ہے۔دور جدید میں حقوق تالیف کا تعلق بھی ایک لحاظ سے علمی امانت ودیانت سے وابستہ ہے مثلاً کتاب کی مولف کی طرف نسبت،اقتباس لیتے ہوئے کتاب کا حوالہ، علمی امانت ہے اور دوسرے کی کتاب کو اپنی طرف منسوب کرنا،استفادہ کرتے ہوئے کتاب کا حوالہ نہ دینا وغیرہ علمی خیانت سمجھی جاتی ہے۔اس لیے حقوق تالیف میں سے جن حقوق کی بیع جائز ہے وہ صرف مالیہ ہیں یعنی طباعت کا حق وغیرہ جبکہ کتاب کی نسبت وغیرہ بیچنا ناجائز ہے کیونکہ یہ علمی خیانت ہے

@ 2021 by the author، this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)